

قرآن شریف

اور

انجیل شریف

میں

صلیب

اسکندر جدید

فہرست

صفحات	عنوانات	نمبر شمار
۵	دیباچہ۔ اسلام میں مسیح کو صلیب پئے جانے کا اثر و رد عمل	۱-
۹	انجیل اور سفر آں میں صلیب کا بیان	۲-
۲۶	مسیح کی صلیب کے بارے میں ہمارے ثبوت	۳-
۳۵	خود مسیح کے فرمودات و دعادی	۴-
۲۷	سولان مسیح کی گواہی	۵-
۳۸	موت مسیح سے متعلق عجائب و نشانیاں	۶-
۳۹	مسیح کا جی اٹھنا	۷-
۳۹	تاریخی ثبوت	۸-
۴۰	پتلاطس رومی حاکم کی گواہی	۹-
۴۰	صلیب کا شمار و نشان	۱۰-
۴۱	تسلسل اور تواریخ کی شہادت	۱۱-
۴۲	یہودی ظالموں کی شہادت	۱۲-

اے خدا!
میرے اندر پاک دل
پیدا کر
اور میرے باطن میں
ازسرنو
مستقیم روح ڈال

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

Order Number: RPB 4480 URD

German title: Das Kreuz im Evangelium und im Qur'an

English title: The Cross in the Gospel and in the Qur'an

The Good Way • P. O. Box 66 CH-8486-Rikon • Switzerland

Internet: //www.the-good-way.com

E-mail: info@the-good-way.com

دیباچہ

اسلام میں مسیح کو صلیب دے جانیکا اثر و رد عمل

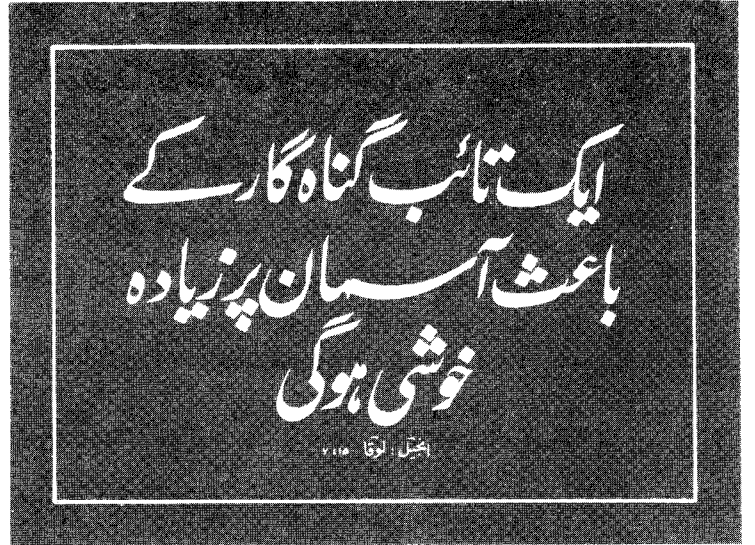
صلیب سے کا موضوع جس قدر مواقع بحث مسلمانوں میں کھڑا کرتا ہے کوئی اور موضوع اتنا نہیں کرتا۔ سورۃ آل عمران کی ۵۵ ویں آیت میں واقع جملہ ”إِنِّي مُتَوَقِّئٌ“ کے ترجمہ تفسیر پر مسلم علماء اختلاف کرتے ہیں حالانکہ قرآن شریف نے مسیح کے رفع سماوی سے قبل آپ کی وفات کو تسلیم کیا ہے پھر بھی :-
ایک گروہ کا کہنا ہے کہ یہاں جو وفات کا لفظ آیا ہے۔ اس کا مطلب موت نہیں ہے جبکہ دوسری جماعت مانتی ہے کہ حقیقت میں مسیح کو موت آئی تھی۔

سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے یہاں بہت ہی روایتیں ہیں جن کی اسناد کو انھیں نے معتبر علماء سے لیا ہے۔ میرے خیال میں تو اگر زنجبیری، لازمی و طبری وغیرہ جیسے مشہور مفسرین کے آرا کو ہم یہاں پر زیر غور رکھیں تو یہ بات مفید ہوگی۔ آئیے دیکھیں۔

۱۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لفظ متوقی یا وفات کا مطلب نیند ہے۔ منجی نے روایت کی ہے کہ مجھ سے اسحاق نے، اسحاق سے عبداللہ ابن جعفر نے، انھوں نے زینب سے اللہ تعالیٰ کے اس قول ”إِنِّي مُتَوَقِّئٌ“ کے بارے میں حدیث بیان کی ہے کہ اس کا مطلب وفات النوم ہے۔ یعنی اللہ نے ان (عیسیٰ) کو ان کی نیند میں اٹھایا یا رفع کیا تھا۔

۲۔ دوسرا مطلب کچھ لوگوں نے استیفا یعنی پورا ہونا یا بے ۔
مطر و لوق سے ابن شوذب نے ان سے فہرہ ابن ربیعہ نے ان سے سہیل ابن عسلی نے

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
۱۳-	مسیح کو کیوں صلیب دی گئی؟	۴۲
۱۴	ضرورت نجات	۴۴
۱۵-	برہان عقلی	۴۵
۱۶	کفارہ آقتضائے شریعت کے موافق ہے۔	۴۵
۱۷-	کفارہ انسان کی اخلاقی ضرورت کے بھی موافق ہے۔	۴۶
۱۸-	کفارہ کے لیے انتظام الہی	۴۷



إِنِّي متوفيتك من الدنيا ہے یعنی میں تجھ کو دنیا سے اٹھانے جا رہا ہوں یا بلانے جا رہا ہوں۔ ذکر وفات موت یہاں مراد ہے۔

۳۔ کچھ علماء نے قبض مراد لیا ہے:

یونس کہتے ہیں کہ حکو ابن وہب نے ابن زید سے یہ خبر دی ہے اللہ کے قول
إِنِّي متوفيتك کے سلسلے میں کہ اس کا مطلب ہے قابض یعنی میں تجھ کو قبض کرنے جا رہا
ہوں.... وہ (مسح) ابھی تک مرے نہیں ہیں تا وقتیکہ دجال کو قتل نہ کر دیں پھر جائینگے۔
۴۔ متوفیات۔ ایسا مقدم ہے جس کا معنی تاخیر ہوتا ہے۔

محمد سے حدیث متواتر کی اسناد کے ساتھ ابو جعفر طبری نے کہا کہ عیسیٰ ابن مریم
اُترینگے اور دجال کو ختم کرینگے پھر زمین پر ایک عرصہ تک قیام کریں گے (انہوں نے اس
مدت کے بارے میں روایات کے اختلاف کا ذکر کیا ہے، پھر مراجعین گئے مسلمان
ان پر نماز پڑھیں گے۔

اے اب اس گروہ کو دیکھیں جو یہ مانتے ہیں کہ وفات کا مطلب موت ہے اس طرح کی جو روایات
ہیں وہ مختلف ہیں آئیے کچھ دیکھیں:

۱۰۔ منشی سے روایت ہے کہ ہم سے عبداللہ ابن صالح نے بیان کیا انہوں نے معاویہ سے
سُنا، معاویہ نے علی سے سنا، علی نے ابن عباس سے اللہ کے قول۔ إِنِّي متوفيتك
کے متعلق یہ سنا کہ اس کا مطلب مصیبت ہے یعنی میں تجھے مارنے جا رہا ہوں یا موت
دینے جا رہا ہوں۔

۲۔ ابن حمید کہتے کہ مجھ سے سلمہ نے ان سے ابن اسحاق نے، ان سے وہب نے بیان
کیا اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے عیسیٰ ابن مریم کو تین گھنٹے کی موت دی تھی، بعد میں ان کو

اٹھالیا تھا جامع البیان طبری ۲/ ۲۹۹

امام رازی کی تفسیر و شرح سے درج ذیل اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:
اذ قال الله يا عيسى اني متوفيتك ورافعتك الي
والی تفسیر میں اس عالم نے کہا کہ لوگوں نے یہ مانا ہے کہ اللہ نے
عیسیٰ کو اس آیت میں کئی صفات سے نوازا ہے:

پہلی صفت۔ إِنِّي متوفيتك جس کی نظر اللہ کا قول ان کے بارے میں حکایت کرتے ہوئے
یہ ہے:

قلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم

اہل تاویل نے ان دونوں آیات کے بارے میں دو طرح سے
اختلاف کیا ہے۔

ایک تو اس طرح کہ آیت کو اسکے ظاہری پر رکھا ہے اور نہ
تقدیم کی ہے نہ تاخیر۔

دوسرے اس طرح کہ تقدیم اور تاخیر فرض کی گئی ہے۔

پہلے طریقہ کو کئی رُح سے بیان کیا جاسکتا ہے کہ انی متوفيتك کا معنی ہے "إِنِّي متمم عمرك"
یعنی میں تیری عمر کے ایام پورا کرنے والا ہوں اور تب تجھ کو وفات دوں گا میں ان لوگوں کو اس طرح نہ
جھوٹوں گا کہ وہ تجھے قتل کر دیں بلکہ میں تجھے اپنے آسمان کی طرف اٹھانے جا رہا ہوں اور تجھے اپنے
فرشتوں کا مقرب بنانے جا رہا ہوں اور میں تجھے اس طرح بچاؤں گا کہ تیرے قتل پر وہ ممکن نہ ہو
سکیں گے۔

دوسرا یہ کہ متوفيتك کا مطلب مصیبت یعنی تجھے موت دینے جا رہا ہوں۔ یہ ابن عباس
اور احمد ابن اسحاق سے مروی ہے۔ دونوں نے کہا ہے کہ مقصود یہاں یہ ہے کہ ان کے دشمن یہودی لوگ
ان کے قتل کی نوبت تک نہ پہنچ سکیں پھر اسکے بعد ان کی اس طرح عزت افزائی کی کہ آسمان کی طرف

اٹھایا اسکے بعد ان لوگوں نے تین طرح سے اختلاف کیا ہے۔

پہلا :- وہ تب نے کہا کہ تین گھنٹے مرے رہے بعد اٹھائے گئے۔

:- محمد بن اسحاق کی رائے تھی کہ سات گھنٹے مرے رہے پھر
اللہ نے انھیں زندہ کیا اور اٹھایا۔

:- رزیح ابن انس کا قول ہے کہ اللہ نے انھیں اس وقت موت
ووفات دی جبکہ آسمان کی طرف اٹھایا تھا خود اللہ نے فرمایا،

اللہ یتوفی الانفس حسین موتھا والستی لم تمت
فی مناصمھا (یعنی اللہ ان جانوں کو ان کی موت کے وقت
مارتا ہے جو اپنی نیند میں نہیں مریں)

تفسیر کبیر ۶۴/۸

چنانچہ یہ دیکھ کر کہ فقہاء کی آراء میں کتنا ٹکراؤ ہے اور مسیح کی آخرت یا آخری گھڑی کے بارے
میں قرآن کی آیات کی تفسیر میں کتنا بظاہر فرق ہے مفسرین میں اختلاف ہے کسی بھی پر خلوص جو اپنے
حق کے لئے اور کوئی چارہ نہیں رہتا سوائے اسکے کہ انجیل شریف کے نصوص کی طرف رجوع کرے
جن میں کسی طرح کی کوئی بھی تاویل کی گنجائش نہیں ہے یعنی یہ کہ مسیح کی موت ان کے جی اٹھنے اور ان
کے صعود کے بارے میں کوئی متناقض بیان نہیں ہے۔

دوم

انجیل اور قرآن میں صلیب کا بیان

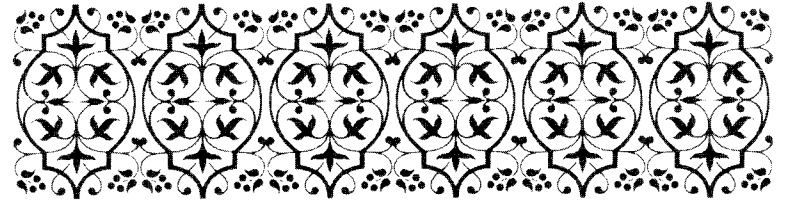
کرنتھیوں کو پہلا خط لکھتے ہوئے پہلے باب ہی میں پوچس رسول نے کہا:
یہودی نشان (مسجڑہ) طلب کرتے ہیں اور یونانی حکمت تلاش کرتے
ہیں مگر ہم اس مسیح مصلوب کی منادی کرتے ہیں جو یہودیوں کے
نزدیک ٹھوکر اور غیر قوموں غیر اہل الکتاب کے نزدیک یہوتونی
وخلات حکمت ہے لیکن جو بلا سے ہوئے ہیں یہودی ہوں یا
یونانی ان کے نزدیک مسیح خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے۔

(۱ کرنتھیوں: ۲۲-۲۴)

دوسرے باب میں لکھتے ہیں کہ:

”اے بھائیو جب میں تمہارے پاس آیا اور تم میں خدا کے بھید کی
منادی کرنے لگا تو اعلیٰ درجہ کی تفرقہ بریا حکمت کے ساتھ نہیں آیا کیونکہ
میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ تمہارے درمیان مسیح کے بلکہ
مسیح مصلوب کے سوا اور کچھ نہ جانوں گا۔“ (۱ کرنتھیوں: ۲-۳)

جب ہم رسولوں کے عام اقوال پر غور کرتے ہیں تو یہ دیکھتے ہیں کہ وہ انجیل جس کی انھوں نے مسیحیت
کے ایام اولین سے بشارت دی اور جسے لوگوں نے قبول کیا اور چھٹکارا پایا۔ وہ ایک خوشخبری تھی جسے



پولس نے ان عبارات میں صریحاً ملخص کر دیا۔

لے بھائیو! میں تمہیں وہی خوشخبری (انجیل) بتائے دیتا ہوں جو پہلے دے چکا ہوں جسے تم نے قبول بھی کر لیا تھا اور جس پر قائم بھی ہو اسیکے وسیلے سے تم کو نجات بھی ملتی ہے۔ چنانچہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچادی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے موما (مرگیا) اور دفن ہوا، اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا۔

(۱ کرنتھیوں ۱۵: ۱-۴)

اس کے باوجود بھی قریباً پانچ سو سال بعد ساری دنیا میں اس انجیل (خوشخبری) کے انشاء کے بعد ایک آدمی اعتراض کرتا ہے اس دیرینہ حقیقت پر سیچوں سے کہتا ہے کہ تم اپنے دین میں ایک خطا پر جمع ہوئے ہو۔

شاید اس طرح کا اعتراض کرنے والوں نے اس خیال کو ان بدعتیوں سے لیا ہے جو کہ ان یہودیوں سے مسیحی بن گئے تھے جن کے آباؤ اجداد ایسے لوگوں کے پڑوسی تھے جو یہ مانتے تھے کہ مسیح کو موت پہنچا سکتی۔ ہم یوحنا مبشر کے بڑے مرہون ہیں جنہوں نے اس معاملہ کو اپنی انجیل میں اس طرح مسیح کیساتھ فریسیوں کی بحث کے وقت ذکر کر دیا ہے۔ (یوحنا ۱۲: ۲۴) کہ:

”ہم نے شریعت کی یہ بات سنی ہے کہ مسیح ابد تک رہے گا۔ پھر تو یہ کیوں کر کہتا ہے کہ ابن آدم کا اونچے پر چڑھایا جانا ضرور ہے۔“

مؤرخوں نے لکھا ہے کہ یہ بدعت جزیرۃ العرب کے نصاریٰ میں پھیلی ہوئی تھی کہ مسیح اپنی صورت کو ایک سے دوسری میں بدل سکتے پر قادر تھے، جب ان کے دشمن انہیں گرفتار کرنے آئے تو انہوں نے اپنی شبیہ کو ایک دوسرے پر ڈال دیا جو کہ ان کی جگہ پر مصلوب کر دیا گیا اور مسیح خود اپنے دشمنوں کا مذاق اڑانے اس ذات کی طرف اٹھائے گئے جس نے انہیں بھیجا تھا۔

چنانچہ قرآنی آیت جو مسیح کے آخری دنوں پر روشنی ڈالتی ہے اس خیال سے متفق ہے اور یہودیوں

کی روایت کی مخالفت ہے۔ (سورہ نسا آیت ۱۵، ۱۵۸)

”وقولھم انا قتلنا المسیح... یعنی ان (یہودیوں) کا یہ قول (دعویٰ) کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ ان کو نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ صلیب دی تھی۔ ہاں ان کو ایسا گمان ضرور ہوا تھا۔ دیکھو یہ بھی کہ جو اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں خود بھی شک میں پڑے ہیں انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں سوائے ظن و گمان کے۔ بیشک انہوں نے اسے قتل کیا ہی نہیں ہے بلکہ اللہ نے اپنے پاس انہیں اٹھایا ہے۔“

ان بدعتیوں کی روایات سے جو مسیحیت سے انک گئے تھے ہم سمجھتے ہیں کہ صلیب سے ان کے نزدیک کوئی تاریخی واقعہ یا عقیدہ نہیں تھا بلکہ ایک رمزی چیز تھی جیسا کہ وقتاً جا جس نے جو مسیوں کو بتیہ لحم میں بچنے کے پالنے (جرنی) کی طرف رہبری کر دی تھی یا وہ کبوتری کی شکل جس میں روح القدس نے مسیح پر نزول کیا تھا نہر بیرون میں عماد (تسمہ) کے وقت ظاہر ہوئی تھی۔ ان لوگوں کے نزدیک صلیب کی بھاری بھاری بلیاں جن پر مسیح کو صلیب پر لٹکا یا گیا تھا (یعنی جو نذاع خدا ہے اور جس پر خدا کے برہ کی قربانی دی گئی تاکہ دنیا کا گناہ اٹھالے۔ کوئی اہمیت نہیں ہے، انہوں نے اس سچائی کو جسے رسول اقوام عالم پولس نے کلیتوں کے خط ۳: ۱۳، ۱۴ میں واضح کیا ہے، رد کر دیا، مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکا یا گیا وہ لعنتی ہے۔ تاکہ یسوع مسیح میں ابراہیم کی برکت غیر قوموں تک بھی پہنچے اور ہم ایمان کے وسیلے سے اس روح کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہوا ہے۔“

اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اسلام میں صلیب سے یہ نفرت انہی بدعتیوں سے گھس آتی ہے جو عرب میں (جو کہ گہوارہ اسلام ہے) پھیلے ہوئے تھے۔ انہوں نے تو یہ ہے کہ مسلم علماء و

فقہاء میں بھی اس امر میں کس طرح کسی دوسرے نے مسیح کی صورت و شبیہہ کو اپنا لیا بڑا اختلاف ہے اور بہت متضاد و مختلف روایتیں ملتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے:

۱۔ جب یہودی عیسیٰ کے قتل پر کمر بستہ ہوئے تو خدا نے ان کو آسمان پر اٹھایا۔ تب یہودی اکابر ڈرے کر لوگ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے تو انہوں نے ایک شخص کو پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا اور مار ڈالا اور عوام کو یہ کہہ کر دھوکا دیا کہ یہی عیسیٰ ہے۔
۲۔ دوسری روایت کے مطابق خدا نے مسیح کی شبیہہ ایک اور شخص پر ڈال دیا جو کان کے عوض مارا گیا۔

اب اس روایت کے اختلاف دیکھئے:

۱۔ ایک یہ ہے کہ جس گھر میں مسیح تھے اس میں ایک یہودی تھاکو نام کا داخل ہوا مسیح کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے جہاں آپس کو نہ ملے اور خدا نے مسیح کی شبیہہ اسی میں ڈال دی جب وہ باہر آیا تو لوگ یہ سمجھے کہ یہی عیسیٰ ہے پھر کیا تھا اسیکو پکڑ لیا اور صلیب پر چڑھا دیا۔

۲۔ یہودیوں نے جب عیسیٰ کو گرفتار کیا تو ان پر ایک نگہبان مقرر کر دیا لیکن ہوا یہ کہ عیسیٰ کو تو خدا نے معجزانہ طور پر اٹھایا اور عیسیٰ کی شبیہہ کو اس نگہبان پر ڈال دیا۔ اسے لوگوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکایا۔ حالانکہ وہ برابر ہی چلائے جا رہا تھا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں۔

۳۔ عیسیٰ کے ایک ساتھی کو جنت کا وعدہ کیا گیا اور اس نے خود

کو عیسیٰ کی جگہ مر جانے کے لئے پیش کر دیا۔ اللہ نے عیسیٰ کی شبیہہ اس پر ڈال دی اور عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے۔ لوگوں نے اس کو لے جا کر صلیب دے دی۔

۴۔ عیسیٰ کے ایک پیرو (پیروڈا) نے ان کے ساتھ بے وفائی کی اور یہودیوں کے پاس جا کر کہا کہ میں تمہیں عیسیٰ کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ جب سب ان کو پکڑنے کے لئے گئے تو خدا نے اسکو یہودیوں کو اس طرح بنا دیا جیسے عیسیٰ نظر آئے، وہی پکڑا اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

ابو جعفر طبری نے اپنی تفسیر جامع البیان میں کئی روایت اس باب میں جمع کر دی ہیں:

۱۔ ایک راوی کہتے ہیں کہ جب یہودیوں نے عیسیٰ اور حواریوں کو گھر سے لے لیا تو خود عیسیٰ کو پہچاننے میں ناکام ہوئے کیونکہ سارے حواریوں کی شکل عیسیٰ کی شکل میں بدل گئی تھی اس لئے عیسیٰ کو قتل کر دینا چاہنے والے مشکل میں پڑ گئے۔ اس وقت جو گھر میں تھے ان میں سے ایک عیسیٰ کے ساتھ باہر نکلا اسیکو عیسیٰ سمجھ کر قتل کر دیا۔

۲۔ دوسری روایت حمید سے مروی ہے یعقوب القمی سے اور دوسرے ابن منبر سے جو فرماتے ہیں کہ عیسیٰ تشریف لائے اور ان کے ساتھ سترہ حواری تھے جنہیں لوگوں نے گھیر لیا اور جب اندگئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خدا نے سب کی صورت عیسیٰ کی صورت پر بدل دی تو وہ بول اٹھے تم لوگوں نے ہم پر جاؤ کر دیا ہے تمہیں

سے کون عیسیٰ ہے تبادو ورت سب کو قتل کر دینگے۔ عیسیٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم میں سے کون اپنی جان کے بدلے میں جنت لینے کو اور خریدنے کو تیار ہے۔ ایک ساتھی نے کہا میں تیار ہوں یہ کہہ کر وہ دشمنوں کے پاس آکر بولا میں عیسیٰ ہوں اس پر انہوں نے اسکو پکڑ لیا اور صلیب دے کر مار ڈالا۔ تب ہجرت سے وہ اس شجر میں گرفتار ہیں کہ ہم نے عیسیٰ کو مار ڈالا ہے حالانکہ اسی دن سے اللہ نے عیسیٰ کو اُپر اُٹھایا تھا۔

۳۔ تیسرے سلسلہ روایت کے مطابق جو کہ حسین کے بیٹے محمد سے احمد ابن مفضل سے اسباط سے سدی سے مروی ہے کہ نبی کریم نے عیسیٰ کا معاشرہ کیا اس وقت انیس جواہری گھر کے اندر تھے۔ عیسیٰ نے ساتھیوں سے کہا جو میری صورت لے لے اور قتل کیا جائے جنت اس کی ہوگی۔ اس شرط و وعدہ کو ایک ساتھی نے قبول کیا اور عیسیٰ آسمان پر چڑھانے گئے۔ جب جواہری باہر نکلے تو اپنی تعداد انیس پائی وہ باہر آکر لوگوں سے کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر چڑھا لیا گیا۔ لوگوں نے بھی ان کو گنا تو شمار میں ایک کہ نکلا اور اس سب کی صورت عیسیٰ جیسی نظر آ رہی تھی اسلئے ان کو شک ہوا، انہوں نے اسی شخص کو پکڑ لیا کیونکہ اس کو عیسیٰ کی شکل پر پانے (میں یقین ہوا) اسی کو صلیب دے دی۔

۴۔ ابن عبد سے سلسلہ سے ابن اسحاق کی روایت ہے کہ نبی کریم نے ایک بادشاہ جس کو عیسیٰ کی طرف بھیجا گیا تھا ان کو قتل کر دینے کیلئے

اس کو داؤد کہتے ہیں۔ جب دشمنوں نے فیصلہ کر لیا تو کوئی بھی بندہ اپنی موت کو ان کی طرح مشکل نہ پایا اور ان کی طرح موت سے زیادہ نکلنے نہ ہوا۔ جتنا عیسیٰ ہوئے اور وہ یہ کہتے پائے گئے کہ اے خدا اگر تو اس پیالے کو اپنی مخلوق میں سے کسی سے ہٹا سکے تو اسے میرے پاس سے ہٹا دے۔ اس وقت فرط غم سے ان کی جلد سے خون رسنے لگا تھا پھر وہ اس دروازہ میں آئے جہاں دشمن لوگ ان کے اور ان کے اصحاب کو بھی قتل کر دینے کے لئے داخل ہونے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ عیسیٰ کے ساتھ تیرہ افراد تھے جب عیسیٰ کو یقین ہو گیا کہ اب وہ ضرور ہی گھس آئینگے تو ان میں سے ایک پر عیسیٰ کی شبیہ ڈال دی گئی۔ اسیکو لوگوں نے جکڑ لیا اور صلیب دے دی۔

۵۔ سلسلہ سے روایت ہے جو کہتے ہیں کہ ایک مسیحی نے جو کہ مسلمان بن گیا تھا مجھے یہ بتایا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس اللہ کی طرف سے الٰہی رافعات الٰہی (یعنی میں نہتے اٹھانے جا رہا ہوں) کا پیغام ملا تو اپنے کہا اے میرے جواہریو تم میں سے کسی سے یہ بات محبوب ہے کہ میرے ساتھ جنت میں میرا رفیق رہے۔ اس شرط پر کہ لوگوں کے لئے اسکی صورت میری صورت کے مشابہ کر دیا جائے گی اور اسے لوگ میری جگہ پر قتل کر دینگے تو سر جس نام کے ساتھی نے کہا اے روح اللہ میں منظور کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا میری جگہ پر بیٹھو وہ تو وہاں

بیٹھ گیا اور عیسیٰ کو اوپر اٹھایا گیا، لوگ جب اندر گئے آئے
تو اسکو پکڑ کر صلیب دے دی، چنانچہ وہی تھا جس کو
انہوں نے صلیب دے دی تھی، اور ان کو عیسیٰ کا گمان
ہوا تھا۔ (جامع البیان ۶: ۱۲-۱۳)

تفسیر سنوی کی جلد اول میں لکھا جاتا ہے:

”مالک سے کہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ وہ مسیح ہی رہے
ہوں اور جو فی الحقیقت ہی مر گئے ہوں، اور وہ زمانہ کے
آخر دنوں میں پھر زندہ کئے جائیں اور مجال کو قتل کریں۔“
ابن کثیر کی تفسیر میں ادریس سے یہ روایت ملتی ہے جو یہ کہتے تھے کہ:
”مسیح تین دن مر رہے پھر اللہ نے ان کو زندہ کیا اور اوپر
اٹھایا۔“

انہوں نے لکھا جاتا ہے کہ:

”مسیح مرے اور صلیب دی گئی اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے
اور اسکے بعد اپنے خاص الخاص لوگوں پر ظاہر ہوئے اور
نظر آئے۔“ (جلد ۲ ص ۳۰)

اس طرح اس شخص کے نام کے بارے میں اختلاف ہے جو مصلوب کیا گیا ایک گروہ نے اس کا
نام تیطاؤس بتایا۔ دو سو گئے جس اور تیسرے گروہ نے یہ کہا کہ وہ حواری میں سے کوئی تھے۔
یہی حال قرآن کے مفسروں کا ہے جن میں بہت کم ہیں ایسے جن کا اپنی اپنی روایات میں تطابقت
ہو جلا لیں نے ”ولکن شبہ لہم“ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ مقتول وہ تھا جو عیسیٰ کیساتھ انکا ساتھی
تھا۔ یعنی اللہ نے عیسیٰ کی مشابہت اس پر ڈال دی۔ انہوں نے اسے عیسیٰ ہی سمجھا اور قتل کیا اور صلیب دی۔

ان الذین اختلفوا فیہ (ای عیسیٰ) لفی شک منہ
ای من قتله۔ یعنی ان کا عیسیٰ کے بارے میں اختلاف
رہا ہے اور شک رہا ہے کہ کس کو قتل کیا۔ کیونکہ ان میں
سے کچھ ایسے تھے کہ جب مقتول کو دیکھا تو کہنے لگے چہرہ
تو عیسیٰ کا لگتا ہے لیکن بدن اسکے بدن جیسا نہیں ہے
دوسرے گروہ یہ کہتے کہ نہیں۔ نہیں وہ عیسیٰ ہی ہے۔

(تفسیر جلالین ص ۱۳۵)

بیضاوی مفسر قرآن لکھتے ہیں کہ یہ روایت ملتی ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے عیسیٰ اور
ان کی ماں کو گرفتار کیا۔ ان پر بددعا کی گئی تو ان کی شکل بد کردوں اور سوروں جیسی ہو گئی۔ تب
سب ہی یہودی انکے قتل پر تیار ہو گئے تب اللہ نے عیسیٰ کو خبر دی کہ انہیں وہ آسمان کی طرف اٹھانے
والا ہے۔ تب وہ اپنے حواریوں سے کہنے لگے تم میں سے کسے یہ بات منظور ہے کہ اس پر میری مشابہت
ڈال دی جائے اور اسے قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا جائے اور وہ داخل جنت ہو۔
ایک حواری اس بات کے لئے تیار ہو گیا تب خدا نے عیسیٰ کی مشابہت و صورت اس پر
ڈال دی۔ وہی قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا گیا۔

زمخشری مفسر کی رائے ہے کہ شبہ لہم کا مطلب ہے خیل لہم یعنی انہیں ایسا لگایا
یہ مطلب ہے کہ انہیں ایسا وہم ہوا کہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا اور صلیب دے دی ہے اور وہ اب
مرے ہوئے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں (لیکن ایسا ہے نہیں) وہ زندہ ہیں کیونکہ اللہ نے ان کا رنج
اپنی طرف کر لیا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ روایات کے اس تباہ اور اختلاف کی وجہ سوائے اسکے کچھ
نہیں کہ قرآن نے کوئی نص صریح مسیح کی زمینی زندگی کے ایام کے بارے میں پیش نہیں کیا

ہے۔ اس تبانی نے لوگوں میں اگر لڑ کو بڑی مشکلوں اور ٹکراؤ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اس لئے فخر الدین رازی جیسے علامہ اجل کے لئے یہ ضروری ہوا کہ ”شبیبہ“ کے قصہ کا مذاق اڑائے کیونکہ اپنی تفسیر میں سورہ آل عمران کی آیت (یا علیسی انی متوفیک ودا فعک انی) کے تحت اس مسئلہ شبیبہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔
 وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے مباحث میں ایک مشکل مقام یہ ہے کہ قرآن کی نص نے دلالت کی ہے کہ جب اللہ نے انھیں اٹھایا اس وقت کسی اور پر ان کی شبیبہ ڈال دی اور اس کی بنیاد ہے آیت:

”وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن تَشَابَهُنَّ

اور

اسی کی روایتیں ملتی ہیں لیکن روایت اور بیان الگ الگ ہیں ان میں اختلاف ہے کبھی تو یہ روایت ملتی ہے کہ اللہ نے مسیح کی شبیبہ کسی ان کے دشمن پر ڈالی جو یہودیوں کو وہاں راہ بتاتے ہوئے لایا تھا حتیٰ کہ اس کو قتل کیا اور صلیب دیکھی کبھی یہ ملتا ہے کہ ان کے خاص انجی ص کسی حواری اور ساتھی ہی نے یہ رغبت دکھائی کہ اسی پر آپ کی شبیبہ ڈال دی جائے تاکہ وہی ان کی جگہ قتل ہو جائے۔

بہرحال کچھ بھی ہو غیرہر شبیبہ کے ڈالے جانے کی بات میں کمی مشکلیں درپیش آتی ہیں؛ دھلی مشکل :- تو یہ ہے کہ اگر یہ جائز مانا جائے کہ ایک شخص کی صورت

اور شبابہت دوسرے پر ڈالی جاسکتی ہے تو سفسطہ لازم آتا ہے کیونکہ جب میں اپنے بیٹے کو دیکھوں گا اور بھروسہ بارے دیکھوں گا تب اس وقت میں یہ کہنا جائز کرتا ہوں کہ جس کو میں دوبارہ دیکھ رہا ہوں وہ میرا بیٹا نہیں ہے بلکہ وہ کوئی اور آدمی ہے جس پر اس کی شبیبہ ڈالی گئی

ہے اور اس وقت تو پھر عام محسوسات پر سے بھر دسٹھ جائے گا۔

یہ بھی کہ صحابہ کرام جنھوں نے محمد کو امر وہی کرتے ہوئے دیکھا ہے اگر کسی کی صورت کسی اور پر ڈالا جانا مانا جائے تو اسکے احتمال کی بنیاد پر ان کے لئے بھی یہ واجب ہوتا ہے کہ انھوں نے نہیں پہچانا کہ وہ محمد ہیں۔ اور یہ کیفیت تو ساری شریعتوں کے سقوط کا باعث بن جائے گا۔

نیز انجاء متواترہ میں امر کا مدار بھی پھر (مشکوٰۃ ٹھہرتا ہے) مخبر اول نے محسوس کر کے ایک خبر دی اب اگر دیکھی خبریں (مبصرات) میں غلطی کے وقوع کو جائز قرار دیا جائے تو خبر متواتر کا سقوط تو اور بھی اولیٰ مانا جائے گا۔ چنانچہ اس طرح سے آغاز تو دروازہ سفسطہ سے کھلے گا اور انجام اس کا نبوات کا ٹھٹھلانا ہوگا۔

دوسری مشکل :- یہ ہے کہ اللہ نے فرشتہ جبریل کو حکم دیا کہ وہ ان کے (عیسیٰ) ساتھ عام حالات و احوال میں معیت کریں کیونکہ اذ ایذنا بروج القدس کے تحت مفسروں نے یہی لکھا ہے۔ پھر یہ بھی کہ جبریل کے بازوؤں میں سے ایک ہی بازو ساری دنیا و بشریت کیلئے کافی ہے تو جب یہودی لوگ ان کے پیچھے پڑے تھے۔ اس وقت وہ کیسے منہ کرنے پر کافی نہ ہوا۔ یہ بھی کہ جب وہ مسیح) مردوں کو زندہ کرنے پر تدرستے اور کوٹھیوں اور جنم کے انڈھوں پر ان کو قدرت حاصل

تھی تو ان پہر دیوں کے مار ڈالنے پر کیے فساد نہ تھے جو آپ کے ساتھ شہادت و بکری کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ کیے فساد نہ تھے۔ ان کو بیمار ڈالنے پر انہیں مفلوج کرنے پر مشغول کرنے پر اسکے برخلاف جب لوگ ان کے ساتھ زبردستی کرتے ہیں تو وہ خود کو بالکل بے بس پاتے ہیں۔

تیسری مشکل۔ اللہ دشمنوں سے ان کو بچانے اور گلو خلاصی دینے کیلئے انہیں آسمان کی طرف جب اٹھالینے پر قادر تھا تو اعمار شبیہہ کو غیر پر ڈالنے میں کیا فائدہ ہوا سوائے اسکے کہ کسی اور غریب کا قتل ہو جائے جب کہ اس سے کوئی فائدہ نہ تھا۔ پہلے تو ان کی شبیہہ کو پر ڈالی گئی اسکے بعد مسیح کا آسمانی رخ ہوا تو اسی حالت میں قوم نے یہی اعتقاد کیا کہ عیسیٰ ہی تھے جبکہ حقیقت میں وہ عیسیٰ نہیں تھے۔ اس طرح تو انہیں جہل اور تلبیس میں ڈالنا ہوا اور یہ اللہ کی شان و حکمت کے خلاف بات ہوئی۔

۵ نصاریٰ جو کہ مشرق و مغرب یعنی دنیا کے کونے کونے میں بکثرت پھیلے ہیں وہ مسیح سے سید محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں کبھی کبھی تو غلو تک پہنچ جاتے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ ان کو صلیب پر مارا گیا۔ حالانکہ ایسا ماننا ان کے لئے شرم کی بات ہے نہ کہ فخر کی۔ اگر ہم ان کی گواہی کا انکار کر دیں تو ہم تو آخر کی دھتکیاں اٹرانے والے ہوں گے اور تو آخر میں طعن کرنا محمد

کی نبوت میں طعن بن جائے گا اور نبوت عیسیٰ میں بھی حجتی کہ ان دونوں کے اور سارے انبیاء کے وجود میں بھی اور یہ سب باطل باتیں ہیں۔

۶ تو آخر سے یہ ثابت ہے کہ مصلوب شخص بہت دنوں تک زندہ رہا۔ اگر وہ عیسیٰ نہیں تھے بلکہ کوئی اور تھا تو ضرور ڈر کا اظہار کرتا اور ضرور کہتا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں بلکہ کوئی اور ہوں۔ اور اس طرح کی باتوں سے زمین و آسمان کے متلاشیے ملا دیتا۔ اور اگر وہ اس طرح کرتا تو یہ بات بھی خلق خدا کے سامنے مشہور ہو جاتی لیکن چونکہ اس طرح کی کوئی بات ملتی نہیں تو معلوم ہوا کہ بات وہ نہیں ہے جو تم کہتے ہو۔

(تفسیر کبیر ۷/۸۰-۸۱)

اگرچہ قرآن کا مفسر اپنے بیان سے مسیح کو صلیب پر چڑھائے جانے کا انکار کرتا ہے لیکن قرآن ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل ان کی موت کی نفی نہیں کرتا۔ اگر ہم قرآن میں بھانکتے ہیں مسیح کے آخر دنوں کے بارے میں تو ہمیں تین نصوص ایسی ملتی ہیں جو ان کی موت پر زور دیتی ہیں۔ یکم وفات یا موت کا استعمال اور دو نصوص ان کی موت کو قتل کی شکل میں ہونے پر زور دیتی ہیں۔

۱ وَالسَّلَامُ عَلٰی یَوْمِ وِلْدٰتِ وِیَوْمِ اَمَوْتِ وِیَوْمِ

اِبْعٰثِ حَیٰا - (مریم ۲۳)

دیکھئے اس نصوص میں صریح طور پر اعتراف ملتا ہے کہ مسیح نے جسم اختیار کیا۔ مر گیا۔ اور حیا اٹھا۔ اور یہ بات بطور معجزہ اور لشکل نبوت واقع ہوئی۔ اور ایضاً انجیل سے لفظی و معنوی دونوں طور پر موافق ہے۔

۲ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰ عِیْسٰی اِنِّیْ مَتَوَفِّیْکَ وَاِذْ

التي ومطهرات من الذين كفروا ورجال
الذين اتبعوك فوق الذين كفروا
إلى يوم القيامة" (آل عمران ۵۵)

۳ واذ قال الله يعيسى ابن مريم أنت قلت
للناس اتخذوني واعي الهين من دون الله
قال سبحانك ما قلت لهم الا ما امرتني به
ان اعبدوا الله ربّي وربكم - فلما توفيتني
كنت انت الرقيب عليهم (مائدہ ۱۱۶-۱۱۷)

۴ وانت على كل شئ شهيد.
ولقد اتينا موسى الكتاب وقفينا من بعده
بالرسل وآتينا عيسى ابن مريم البينات
وايدنا به بروح القدس - فلما جاءكم
رسول بما لا تهوى انفسكم استكبرتم
فضربقا كذبتم فربقا تقتلون ۵
(سورہ البقرہ ۸۷)

اب دیکھئے لفظ تقتلون یہاں صاف صاف آیا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں
رہتا اس کی تفسیر بغیر قتل کے صحیح نہیں ہے جبکہ قرآن نے اس بات کا ذکر کیا نہیں
کہ کس طرح وہ قتل واقع ہوا۔ تو اب انجیل شریف ہی اول و آخر اسی مرضیہ رہ جاتا ہے جو
اس موضوع پر رہنمائی کر سکتا ہے۔

۵ قالوات الله عهدنا لانا ان من لرسول
حتى ياتينا بعقربان تاكله الناس وقل

قد جاءكم رسول من قبلي بالبينت و
بالذی قلتہ فلم تقاتلتموہم ان كنتم
صديقين ۵ (آل عمران ۱۸۳)

اب جبکہ ہم نے قرآنی روایات سے اس بات کو تلاش کیا تو ہم کو یہ ملا کہ ایک ہی رسول
تھا جو قربانی لایا اور وہ مسیح تھے کیونکہ وہ خود کہتے ہیں:
"قال عيسى ابن مريم اللهم ربنا انزل علينا
مائدة من السماء تكون لنا عيدا الا اولنا
واخرنا واية منك وارضقنا واننت
خير الرازقين ۵ (سورہ مائدہ ۱۱۳)

اب آئیے سورہ نساء کی طرف:
" وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ
(انہوں نے اسے قتل کیا۔ صلیب پر بڑھایا بلکہ انہیں
ایسا لگا کہ انہوں نے یہ کیا)

اب ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں سوائے انجیل کے جو اس پر وضوح کرے۔ اب ہمیں یہ
معلوم کرنا ہے کہ یہودی حاکموں کا آخر مقصد کیا تھا قتل مسیح کے نیچھے۔ یوحنا مبشر نے انجیل
میں اس پر شرح و بسط سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"پس سردار کا ہتوں اور فریسیوں نے صدر عدالت
کے لوگوں کو جمع کر کے کہا ہم کرتے کیا ہیں؟ یہ آدمی مسیح،
تو بہت معجزے دکھاتا ہے۔ اگر اسے ہم یوں ہی چھوڑ
دیں تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور رومی آکر
ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے اور ان میں

کا لٹاکے نام ایک شخص نے جو اس سال سردار کاہن تھا۔
(یعنی مفتی اعظم) ان سے کہا تم کچھ نہیں جانتے اور نہ سوچتے
ہو کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمت کی واسطے
مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔“ (۱۱: ۴۴-۵۰)

بیشک جب انھوں نے آپ (مسیح) کو صلیب پر چڑھایا اور آپ اس پر مرے اور قبر
میں اتارے گئے اور درقبر کو پتلا طس (حاکم رومی) کی مہر لگا کر بند کر دیا تھا اور تب وہ بڑی
خوشی منا رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ آخر کار ہم لوگ اسکے معجزوں اور تعلیمات سے
بچ گئے۔ یہ بھی اُمید کرتے تھے کہ اس (مسیح) کی بے رحمانہ موت ہی اسکے متبعین کو اور
آگے کی کسی سرگرمی سے روک دی گی اور انہیں پست تہمت بنا دے گی۔ لیکن ہوا کچھ اور
اور وہ یہ کہ الہی مشیت کی ہوا یہودارادوں کے سینے کو جدھر وہ پہننے دینا چاہتے نہ
تھے ادھر بہا لے گئی۔ کیونکہ آپ (مسیح) کی کفارہ کی موت نے جلد ہی ہزاروں ہزاروں کو
ان کی طرف کھینچا اور جو کچھ بطور نبوت کہا گیا تھا وہ سچ ثابت ہوا جیسا کہ یوحنا ۱۲: ۳۲
میں ملتا ہے:

”اور میں اگر زمین سے اُونچے پر چڑھایا جاؤں گا تو بس
کو اپنے پاس کھینچوں گا۔“

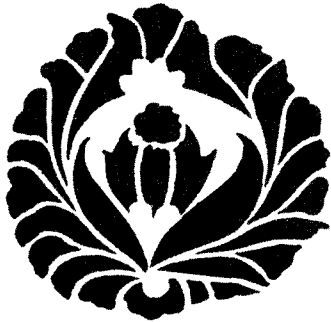
اسی طرح یہ بھی ہوا کہ معجزے اور کرامات رسولانِ مسیح کے ذریعہ ظاہر ہوتے رہے
بمطابق اس قدرت کے جو مسیح ان کو دیتے رہے۔ اعمال ۱۹: ۱۱، ۱۲ میں لکھا ملتا ہے:

”اور خدا پوتوں کے ہاتھوں سے خاص خاص معجزے دکھاتا
تھا۔ یہاں تک کہ رومال اور سٹکے اس کے بدن سے چھو کر
بیماروں پر ڈالے جاتے تھے اور ان کی بیماریاں جاتی
رہتی تھیں اور بڑی رُو میں ان میں سے نکل جاتی تھیں۔“

اس بنا پر یہودی منکروں اور کافروں کے خلاف قرآن کی آیت کو بطور شہادت ہم لے
سکتے ہیں کہ:

”وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ
مالہم بہ من علم الا بتاع الظن وما
قتلوه یقیناً“

(یعنی اس امر پر جن لوگوں میں اختلاف ہے وہ خود اسکے
بارے میں شک میں مبتلا ہیں، انہیں اس کا کوئی پتہ نہیں
سوا اسکے کہ اپنے ظن و گمان کے نیچھے پڑے ہیں، نہ انھوں
نے بیشک اسے قتل کیا، کیونکہ مسیح تیسرے دن ہی اُٹھے
تھے اور چالیس دن تک وہ موقع موقع پر شاگردوں
پر ظاہر ہوتے رہے تھے پھر آسمان کی طرف صعود کر گئے
اور خدا کی دہننے طرف جا بیٹھے۔ یہ قرآن کے قول ”انی
متوفیک ودا فعلک الی“ کے عین مطابق ہے۔



مسیح کی صلیب کے بارے میں ہمارے ثبوت

گو کہ ان ثبوتوں کی بحد کثرت ہے اور یہ چھوٹا سا مضمون اس کی تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا اسلئے چند ثبوتوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

اول نبوتیں: نبوتیں ہیں جو کتاب مقدس (ابابیل) میں ملتی ہیں اور جو اشارے بھی کرتی ہیں مسیح کی فدائی موت صلیب کی طرف حتیٰ کہ وہ لفظ بہ لفظ صحیح ثابت ہو چکی ہیں۔

۱۔ نبوت۔ مسیح کو تیس چاندی کے سکوں کے عوض بیچا جانا۔ (زکریا ۱۱: ۱۲) ان سے کہا کہ:

”اگر تمہاری نظر میں ٹھیک ہو تو مزدوری مجھے دو۔ نہیں تو مت دو اور انہوں نے میری اجرت کے لئے تیس روپے تول کر دیئے“

نبوت پوری ہوئی۔ (متی ۲۶: ۱۶)

اس وقت ان بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اسکریوتی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ اگر میں اسے (مسیح کو)

تمہارے حوالے کرادوں تو مجھے کیا دو گے؟ انہوں نے
اے تیس روپے تول کر دیئے۔“

کہار کا کھیت خرید گیا

۲۔ نبوت۔ زکریا ۱۱: ۱۳۔ تب خداوند نے مجھے حکم دیا کہ اے کہار کے سامنے پھینک دے، یعنی اس بڑی قیمت کو جو انہوں نے
میرے لئے ٹھہرائی اور میں نے تیس روپے لیکر خداوند
کے گھر میں کہار کے سامنے پھینک دیئے۔

نبوت پوری ہوئی۔ متی ۲۷: ۸۰

”جب مسیح کو بکڑوانے والے یہوداہ نے یہ دیکھا کہ وہ مجرم
ٹھہرایا گیا تو بھینٹا یا اور وہ تیس روپے سردار کاہنوں
اور بزرگوں کے پاس واپس لا کر کہا۔ میں نے گناہ کیا
کہ بے قصور کو قتل کے لئے بکڑوا یا۔ انہوں نے کہا
ہمیں کیا؟ تو جان اور تیرا کام جانے اور وہ روپیوں
کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھنسی
دی، سردار کاہنوں نے روپے لے لئے اور کہا ان
کو ہیکل (سیلمانی) کے خزانہ میں ڈالنا روا نہیں، کیونکہ
یہ خون بہا عیسیٰ خون کی قیمت ہے۔ پھر انہوں نے
نے مشورہ کر کے ان روپیوں سے کہار کا کھیت پر دیسوں

کے دفن کرنے کے لئے خریدا۔

۲۔ نبوت :

اس کا مذاق اڑایا جائیگا اور اس کو صلیب پر چڑھایا جائیگا۔ دیکھئے زبور ۲۲: ۱۶-۱۸

”کیونکہ گنہگاروں نے نہ مجھے گھیر لیا ہے، بدکاروں کی گردہ
 نہ مجھے گھیرے ہوئے ہے وہ میرے ہاتھ اور میرے
 پاؤں پھیدتے ہیں۔ میں اپنی سب ہڈیاں گن سکتا
 ہوں۔ وہ نہ مجھے تاکتے اور گھورتے ہیں۔ وہ میری پوشاک
 آپس میں بانٹتے ہیں اور میری پوشاک پر قرعہ ڈالتے ہیں؟“

نبوت پوری ہوئی۔ مرقس ۱۵: ۱۶-۲۰ میں یوں مرقوم ہے:

”اور سپاہی اس (مسیح) کو اس صحن میں لے گئے جو پرتوین
 کہلاتا ہے اور ساری پلٹن بٹلائے اور انھوں نے اسے
 ارغوانی چوغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اسکے سر
 پر رکھا اور اسے سلام کرنے لگے کہ اے یہودیوں کے
 بادشاہ آداب! اور وہ اسکے سر پر سرکنڈا مارتے
 اور اس پر تنھوکتے اور گھٹیلے ٹیک ٹیک کرائے سجدہ
 کرتے رہے اور جب اسے (مسیح) کو ٹھٹھوں میں اڑا
 چکے تو اس پر سے ارغوانی چوغہ اتار کر اسی کے کپڑے
 اسے پہنائے پھر اسے صلیب دینے کو باہر لے گئے۔“

۴۔ نبوت و پیشینگوئی زخمی کیا اور پٹیاجانا۔ (یسعیاہ ۵۳: ۵)

”حالانکہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل ہوا
 اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا، ہماری ہی سلاحتی
 کے لئے اس پر سیاست ہوئی تاکہ اسکے مارکھانے سے
 ہم شفا پائیں۔“

”ہل واہوں نے میری پیٹھ پر ہل چلائے اور لمبی لمبی
 رنگھاریاں بنائیں۔“ (زبور ۱۲۹: ۳)

نبوت پوری ہوئی (لوقا ۲۲: ۶۳-۶۵)

”اور جو آدمی یسوع کو کپڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں
 میں اڑاتے اور مارتے تھے۔ اور اس کی آنکھیں بند
 کر کے اس سے پوچھتے تھے کہ نبوت سے بتائے تجھے کس نے
 مارا؟ اور انھوں نے طنز سے اور بھی بہت سی باتیں
 اسکے خلاف کیں۔“

”مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بجالے سے اس کی (مسیح)
 کی پسلی پھیدی اور اسی لمحہ اس سے خون اور پانی بہ نکلا۔“

(یوحنا ۱۹: ۳۴)

۵۔ نبوت۔ وہ خاموشی سے سب کچھ دکھ سہمے گا۔ (یسعیاہ ۵۳: ۷)

”وہ ستایا گیا تو بھی اس نے برداشت کی اور منہ نہ کھولا۔“

جس طرح برہ جے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں اور جس طرح
بھیٹر اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہے
اسی طرح وہ خاموش رہا اور منہ نہ کھولا۔“

پلورا ہونا - ایپٹرس ۲: ۲۳، ۲۴ -

”نہ وہ گایاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دکھ پا کر کسی
کو دھمکاتا تھا، بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنیوالے
کے سپرد کرتا تھا۔ وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر
لے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار
سے مرکز راستبازی کے اعتبار سے جئیں۔ اسیکے مار
کھانے اور زخموں سے تم نے شفا پائی۔“

۶۔ نبوت - اسکے منہ پر تھوکا گیا۔

”میں نے اپنی پیٹھ پٹینے والوں کے اور اپنی داڑھی نوچنے والوں
کے حوالے کی۔ میں نے اپنا منہ رسوائی اور تھوک سے نہیں چھپایا
یا بچایا۔“ (یسایہ ۵: ۶)

پلورا ہونا - مرقس ۱۵ - ۱۹ -

”وہ اسکے سر پر سرکنڈا مارتے اور اس پر تھوکتے اور
گھٹنے ٹیک ٹیک کر اسے سجدہ کرتے رہے۔“ نیز

(متی ۲۶: ۲۷)

۷۔ نبوت - ٹھٹھا - زبور ۲۲: ۶، ۷ -

”پر میں تو کیڑا ہوں انسان نہیں۔ آدمیوں میں انگشت
نما ہوں اور لوگوں میں حقیر۔ وہ سب جو مجھے دیکھتے ہیں،
میرا مضحکہ اڑاتے ہیں، وہ منہ چڑاتے ہیں۔ وہ سر ہلا ہلا
کر کہتے ہیں اپنے کو خداوند کے سپرد کر دے، وہی اُسے
چھڑائے گا۔“

اتمام - متی ۲۷: ۲۹ - ۲۲ -

”اور راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اس کو طعن کرتے اور کہتے
تھے.... اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں
کے ساتھ مل کر ٹھٹھے سے کہتے تھے اس نے اوروں کو بچایا
اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے
اب صلیب سے اتر کر آئے تو ہم اس پر ایمان لائیں۔“

۸۔ نبوت آپ کا تعجب کہ (باپ خدا) نے آپ کو

چھوڑ دیا ہے - (زبور ۲۲ - ۱)

”اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ
دیا۔ تو میری مدد اور میرے نالہ و فریاد سے کیوں دُور تباہ؟“

اتمام - متی ۲۷ - ۲۶ -

ایلی ایلی لما سبتقتنی۔ (یعنی اے میرے خدا
اے میرے خدا، تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا)

نبوت^۹ - سرکہ پلینا۔ زبور ۶۹: ۲۱

”میری پیاس بھانے کو اٹھوں نے سرکہ پلایا۔“

اتمام۔ یوحنا ۱۹: ۲۸

”اسکے بعد جب یسوع نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام
ہوئیں تاکہ نوشتہ پورا ہو تو کہا کہ میں پیاسا ہوں وہاں برکہ
سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا تھا۔ پس اٹھوں نے سرکہ میں
بھگوئے ہوئے پیسج کو زونے کی شاخ پر رکھ کر اسکے منہ
میں لگایا۔“

سپاہیوں نے آپ کے کپڑوں پر قرعہ ڈالا

”وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں اور میری پوشاک
پر قرعہ ڈالتے ہیں۔“ (زبور ۲۲: ۱۸)

اتمام۔ یوحنا ۱۹: ۲۳

”جب سپاہی یسوع کو مصلوب کر چکے تو اسکے کپڑے لے کر
چار حصے کئے اور ہر سپاہی کے لئے ایک حصہ۔ اور اس کا کرتہ
بھی لیا۔ یہ کرتہ بن سلاسر بنا ہوا تھا۔ اسلئے اٹھوں نے

آپس میں کہا کہ اسے پھاڑیں نہیں، بلکہ اس پر قرعہ ڈالیں
تاکہ معلوم ہو کہ کس کا نکلتا ہے۔

۱۱۔ اس کی ہڈی نہ توڑی جائے گی۔ (زبور ۳۴: ۲۰)

”وہ اس کی سب ہڈیوں کو محفوظ رکھتا ہے ان میں سے
ایک بھی توڑی نہیں جاتی۔“

اتمام۔ یوحنا ۱۹: ۳۲، ۳۳

”پس سب سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے شخص کی ٹانگیں
توڑیں جو اسکے ساتھ مصلوب ہوئے تھے لیکن جب اٹھوں
نے یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ
توڑیں۔“

۱۲۔ نبوت۔ بھالے سے پسلی کا چھیدا جانا۔

”اور وہ اس پر جس کو اٹھوں نے چھیدا ہے نظر کریں گے
اور اسکے لئے ماتم کریں گے۔“ (زکریا ۱۲: ۱۰)

اتمام۔ یوحنا ۱۹: ۳۴

”مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی
چھیدی اور اس سے خون اور پانی بہنے لگا۔“

۱۳۔ نبوت۔ آپکا بدکاروں کے ساتھ مزالیکن موت کی بوقت

سرفرازی پانا۔ یح ۵۳: ۹۔

۔ ”اس کی قبر بھی شہریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی اور

وہ اپنی موت میں دولت مندوں کے ساتھ ہوا۔“

تمام نبوت۔ متی ۲۷: ۵۷-۶۰۔

”جب شام ہوئی تو یوسف نام ارمیتیاہ کا ایک دلہند
آدمی آیا جو خود بھی یسوع کا شاگرد تھا، اس نے پلاس
کے پاس جا کر یسوع کی لاش مانگی۔ اس پر پلاس نے
نے دینے کا حکم دیا۔ اور یوسف نے لاش کو لے کر صاف
مہین چادر سے لپیٹا اور اپنی نئی قبر میں جو اس نے
چٹان میں کھدوائی تھی رکھا پھر وہ ایک بڑا پتھر قبر
پر لڑھکا کر چلا گیا۔“

خود مسیح کے فرمودات و دعویٰ

موقع موقع سے مسیح نے اپنے شاگردوں (حواری) پر یہ بات کئی بار واضح کر دی تھی کہ ان
کا منجیہ نہ کام صلیبی موت کو مستلزم ہوگا۔ ایسے مواقع میں سے وہ موقع اہم ترین تھا جب کہ
آپ نے اپنا آخری والوداعی خطبہ دیا تھا۔ اسی رات کو جب کہ آپ کو پکڑا دیا تھا آپ نے
خوشخبری (انجیل) کے عجائب واضح کئے تھے.... آئیے ہم چند ایسے انجیلی مقامات پر غور کریں۔

”متی ۱۶: ۲۱، اس وقت سے یسوع اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے

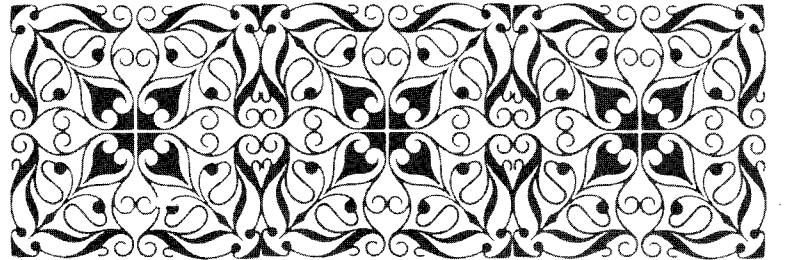
لگا کہ اسے ضرور ہے کہ یروشلیم کو جائے اور بزرگوں اور سرداروں کا ہنوں،
اور فقہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھائے اور قتل کیا جائے اور تیسرے دن جی اٹھے؟“

”متی ۱۶: ۲۲، اور جب وہ کلیلی میں ٹھہرے ہوئے تھے یسوع نے ان

سے کہا ابن آدمیوں کے حوالے کیا جائیگا اور وہ اسے قتل کر سینگے، اور وہ
تیسرے دن زندہ کیا جائے گا۔“ اس پر وہ بہت غمگین ہوئے۔!

”متی ۱۶: ۲۶، اور جب یسوع یہ سب باتیں ختم کر چکا تو ایسا ہوا کہ

اس نے اپنے شاگردوں سے کہا تم جانتے ہو کہ دو دن کے بعد عید منسج ہوگی
اور ابن آدم مصلوب ہونے کو پکڑا دیا جائے گا۔“



”مرقس ۸: ۳۱، پھر وہ ان کو تعلیم دینے لگا کہ ضرور ہے کہ ابن آدم بہت
 دکھ اٹھائے اور بزرگ اور سر دار کا بن اور فقیہہ سے رد کریں اور وہ قتل کیا
 جائے اور تین دن کے بعد جی اٹھے“ اور اس نے یہ بات صاف صاف کہی۔
 ”مرقس ۹: ۳۱، وہ اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا اور ان سے کہتا تھا کہ
 ابن آدم مسیح آدمیوں کے حوالہ کیا جائے گا اور وہ اسے قتل کریں گے اور وہ قتل
 ہونے کے تین دن بعد جی اٹھے گا۔“

”مرقس ۱۰: ۳۲-۳۳ اور وہ یروشلیم کو جاتے ہوئے جب کہ راستہ ہی
 میں تھے اور یسوع ان کے آگے جا رہا تھا۔ وہ حیران ہونے لگے اور جو بھی پیچھے
 چلتے تھے ڈرنے لگے۔ پس وہ پھر ان بارہ کو ساتھ لیکر ان کو وہ باتیں بتانے لگے
 جو اس پر آنے والی تھیں کہ دیکھو ہم یروشلیم کو جاتے ہیں اور ابن آدم سر دار کا بن
 اور فقیہوں کے حوالہ کر دیا جائے گا اور وہ اس کے قتل کا حکم دینگے اور اسے
 غیر قوموں کے حوالے کریں گے اور وہ ٹٹھموں میں اٹائیں گے اور اس پر ٹھوکیں
 گے اور اسے کوڑے ماریں گے اور قتل کریں گے اور تین دن کے بعد وہ جی اٹھیں گے۔“
 ”لوقا: ۲۲ اور کہا ضرور ہے کہ ابن آدم بہت دکھ اٹھائے اور بزرگ
 اور سر دار کا بن اور فقیہہ سے رد کریں اور وہ قتل کیا جائے اور تیسرے دن
 جی اٹھے گا۔“

یوحنا ۳: ۱۴ اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر
 چڑھایا۔ اسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ
 جو کوئی ایمان لائے اس میں ہمیشہ کی زندگی پائے۔“

رسولانِ مسیح کی گواہی

رسولانِ مسیح کے اعمال و کارگزاری اور ان کے خطوط کو جو پڑھے وہ دیکھیں گے کہ وہ عقیدہ
 و تعلیم جسے انہوں نے ساری دنیا میں پھیلانے کی جدوجہد کی تھی وہ دنیا کی خطا کے سبب
 مسیح مصلوب کا اعلان تھا۔ آگے کو ہم ان کے اقوال کی کچھ جھلکیاں دیکھیں جنہیں بعد منادی
 و بشارت رُوح القدس کی تحریک کے زیر اثر ہماری تعلیم کی خاطر دیکھ بھی گئے ہیں:

اعمال الرسل ۲: ۲۲-۲۳، پطرس نے یہودیوں سے کہا:
 ”یسوع نامری خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابق کے موافق

پکڑ دیا گیا تو تم نے بے شرع (رومی) لوگوں کے ہاتھوں سے اسے
 مصلوب کروا کر مار ڈالا...“

۱ کرنتھیوں ۲: ۴-۸، پولس نے کہا

”ہم حکمت کی باتیں کہتے ہیں لیکن اس جہان کی نہیں... بلکہ
 خدا کی وہ پوشیدہ حکمت بھید کے طور پر بیان کرتے ہیں جو
 خدا نے جہان کے شروع سے پیشتر ہمارے جلال کے واسطے
 مقرر کی تھی جسے اس جہان کے سرداروں میں سے کسی نے
 نہ سمجھا کیونکہ اگر سمجھتے تو جلال کے خداوند کو مصلوب نہ کرتے۔“

۱ یوحنا ۱: ۱، یوحنا رسول مسیح نے کہا:

”اگر ہم نور میں چلیں جس طرح کہ وہ نور میں ہے تو ہماری

آپس میں شراکت ہے اور اسکے بیٹے یسوع کا خون ہمیں
تمام گناہ سے پاک کرتا ہے۔"

بصیرت کے لئے اعمال ۲: ۲۶، رومیوں ۶: ۵-۶ و ارکرتھیوں ۱۰: ۱-۱۸، ۲۴، ۲۲
۲-۱: ۲ و ۲: ۲۰، کرنتھیوں ۱۱: ۳-۴، گلٹیوں ۲: ۱۳، فلپیوں ۲: ۵، عبرانیوں ۱۲: ۲-۲
بھی پڑھئے

(۴)

موتِ مسیح سے متعلق عجائب و نشانیاں

مٹی فرماتے ہیں (۲۷: ۵۰-۵۴) کہ:

"جب مسیح نے جان دیدی تو مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے
تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اور زمین لرزی اور چٹانیں ٹڑک
گیں اور قبریں کھل گئیں....."

اس حقیقت نے اپنا اثر عالمِ طبی پر بھی اور نفوسِ بشری پر بھی ڈالا کہ غصہ و نفوس میں بیچ
برپا ہو گیا۔ جتنی کربت پرست رومی صوبہ دار جو مسیح کو ختم کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا۔ اور اس
تمام ساتھی لرز گئے اور صلوب شخص پر ایمان یہ کہہ کر لائے۔

"بدیشک یہ خدا کا بیٹا ہے"

فطرت کے مظاہر میں اس سے پہلے اور نہ اسکے بعد کسی آدمی کی موت پر اس طرح کا مظاہرہ
کبھی واقع نہیں ہوا!

(۵)

مسیح کا جی اٹھنا

یسوع مسیح کی بعثت و قیامت، یعنی جی اٹھنے والا واقعہ فریسیوں، فقیہوں سے مسیح
کے اس دعویٰ کے تمام کے طور پر ہے کہ:

"اس مقدس کو ڈھا دو۔ تو تین دن میں میں اسے

اٹھا دوں گا۔ (متی ۱۰: ۱-۱۰)

یہ حادثہ بعثتِ مسیح انجیل میں وحی کے ذریعے لکھا گیا ہے جس کا کوئی بھی مصدق کلمہ اللہ
انکار نہیں کریگا۔ اور جو اس کا انکار کرے اس کی جرأت کرے تو گویا کہ اس نے اللہ فرشتے، اور یسوع
سب لوگوں کو دھوکا دینے والا مان لیا۔

۶ تاریخی ثبوت

مسیح کی صلیب پر موت کی شہادت یہودی اور رُبت پرست دونوں طرح کے مورخوں نے دی
اور صاف صاف لکھا ہے:

مثلاً ایک رُبت پرست مورخ تاسیتوس (TACITUS) نے ۹۵ء میں یعنی موت کے
صرف چند سالوں کے بعد ہی لکھا اپنی صحیح تاریخ میں کافی بسط کے ساتھ کہ مسیح نے دُکھ بھی اٹھایا
تھا اور صلیب کی موت بھی مرا تھا۔

یوسیفوس یہودی مورخ نے (جو کہ حادثہ صلیب کے چند سال بعد ہی پیدا ہوا تھا، اپنی سینس
جلدوں پر مشتمل یہودیوں کی تاریخ میں بالتفصیل مسیح پلاٹس کے حکم سے صلیب دیئے جانے

کے واقعات لکھے ہیں۔

(Lucien) لوسیئن یونانی مورخ (سنہ ۱۷۵ء) نے مسیح کی موت اور ان کے ماننے والوں کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ مورخ عقیدہ کے لحاظ سے اپنی کوری تھا۔ وہ مسیحیوں کے عقیدہ و ایمان کو نہ سمجھ سکا۔ نہ یہ کہ مسیح کے لئے کس طرح مسیحی جان پر کھیل رہے ہیں۔ اس نے مسیحیوں کے اس عقیدہ کا مذاق اڑایا کہ رُوح کو بقا ہے۔ اور یہ لوگ فردوس کے خواہاں ہیں۔ وہ انہیں فریب لکھائے لوگوں میں شمار کرتا ہے جو بعد الموت اور آخرت کی باتوں کو موجودہ دنیا سے لطف اندوزی پر ترجیح دیتے ہیں اور ایسی مابعد الطبیعیاتی باتوں سے لپٹے ہوئے ہیں۔ اس کا یہ جملہ قابل غور ہے کہ مسیحی اس بڑے اور عظیم شخص کی عقیدت میں شرمناک ہیں جو فلسطین میں صلیب پر کھینچا گیا تھا کیوں کہ اس نے ایک نیا مذہب دنیا میں ایجاد کیا تھا۔

مذہب میں کوئی ذکوئی شعار و نشان ہو کر تا ہے جیسے یہودیوں کے ہاں ایک شش پہل ستارہ اور مسلمانوں کے ہاں ہلال ہے۔

صلیب کا نشان و شعارہ تو آغاز مسیحیت سے مروج و معروف ہے قرون اولیٰ کے مسیحی صلیب کا نشان اپنے مردوں کی قبروں کے الواح پر کھودا کرتے تھے اور ان سڑاویں یا تہہ خانوں میں جہاں مسیحی چھپ کر ملا کرتے تھے۔ ایذا رسانی کے زمانے میں وہاں بھی مچھلی یا صلیب کا نشان بناتے تھے تاکہ مومن کو معلوم ہو جائے کہ یہ ایک مومن کا گھر ہے۔

(۹)

نویں شہادت — تسلسل اور تو اتر کی شہادت

پہلی بات تو عشاءِ ربانی کی رسم ہے جو کہ صلیب پر مسیح کی موت کی یادگاری کو قائم رکھنے کے لئے مسلسل منائی جاتی رہی ہے اور یہ ایک زندہ شہادت ہے کہ مسیح مصلوب ہو کر مئے تھے۔ یہ وہ فریضہ ہے جسے خود مسیح نے اس رات مقرر فرمایا تھا جس رات وہ کپڑا وائے جانے والے تھے اور جسے خود آپ نے اپنے شاگردوں اور حواریوں کو مناتے رہنے کا حکم دیا تھا اور جو ایک تسلسل یادگار ہے ان کی منجنازہ موت پر اور جو ایک اکاٹ دلیل ہے۔ رسولانِ اطہار نے اس حکم کی سختی سے پابندی کی ہے اور کلیسا یعنی مسیحی اُمت کے سپرد شروع سے کر دیا ہے پوٹوس نے لکھا ہے :

”یہ بات مجھے خداوند سے پہنچی اور میں نے تم کو پہنچادی
کہ خداوند لیوس نے جس رات وہ کپڑا وایا گیا۔ روٹی ملی
اور شکر کر کے توڑی اور کہا یہ میرا بدن ہے جو تمہارے

(۷)

پیلٹس رومی حاکم کی گواہی

پیلٹس ظالم حاکم نے قیصر روم کے پاس مسیح کو صلیب دیے جانے کی تجہیز و تکفین اور قبر میں رکھے جانے اور پھر ان کے زندہ ہو جانے کی پوری رپورٹ بھیجی تھی جو کہ رومی ریکارڈ میں موجود ملتی تھی اور یہ وہی ماخذ ہے جس کو بنیاد بنا کر طولین نے میجیوں کی طرف سے دفاعی معذرت نامہ لکھا ہے۔

صلیب کا شعار و نشان

اس سلسلے میں صلیب ایک ایسی مادی گواہی ہے جس کا انکار تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہر

لئے ہے میری یادگاری کے واسطے یہی کرو۔ اسی طرح اس نے کھانے کے بعد پیالہ بھی لیا اور کہا یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے جب کبھی پیو۔ میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو۔ کیونکہ جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالہ میں سے پیتے ہو تو خداوند کی موت کا اظہار کرتے ہو جب تک وہ دوبارہ نہ آئے۔“

(۱۰)

یہودی طالمود کی شہادت

یہودیوں کے یہاں تلمود (طالمود) مقدس کتب میں — ہوتی ہیں جو بڑی بڑی پر مشتمل ہیں اور جنہیں کوئی بھی دلچسپی رکھنے والا دیکھ سکتا ہے۔ اسٹریٹم شہر ۱۲ مطبوعہ تلمود کے صفحہ ۴۲ پر یوں لکھا ملتا ہے :

”یسوع کو فرج سے ایک دن قبل صلیب پر کھینچ دیا گیا تھا، چالیس دن تک یسوع کو اس بات پر متنبہ کیا گیا تھا کہ اسے قتل کر دیا جانا ہے کیونکہ وہ جادوگر تھا اور اسرائیل کو گمراہ کرتا اور دھوکہ دیتا رہا تھا۔ اس بات کی بھی پیشکش کی گئی تھی کہ اگر کوئی اس کی طرف سے دفاع کے لئے آئے تو آسکتا ہے اور جب کوئی بھی نہ

آیا تو یسوع کو فرج کی شام میں مصلوب کر دیا گیا۔ کسی میں کیا مجال تھی جو اس کی طرف سے صفائی کرتا اور دفاع کرتا؟ کیا وہ فساد ہی نہیں تھا؟ یہ انبیاء کے نوشتوں میں لکھا تھا (استثنا ۱۳: ۱۸) تو اس جیسے شخص کے (عبادت غیر الٰہیہ پر) ساتھ رضامند نہ ہونا اور نہ اس کی بات سننا تو اس پر ترس بھی دکھانا اور نہ اس کی رعایت کرنا اور نہ اسے چھپانا بلکہ تو اسے قتل کرنا، اس لئے اسے مصلوب کیا گیا۔“

پہہام۔ مسیح کو کیوں صلیب دی گئی

یہ ایک ایسا سوال ہے جسے بار بار سنا جاتا ہے، خصوصاً آج کل کے دنوں میں اس کا جواب عقیدہ نامہ میں صاف دیا گیا ہے کہ :

”ہم انسانوں کی خاطر اور ہماری خلاصی کے لئے وہ آسمان سے زمین پر اترا اور روح القدس سے مجسم ہوا۔ کنواری مریم سے پیدا ہوا اور انسان بنا اور ہماری خاطر پنطس پیلاطس کی حکومت میں دکھ اٹھا کر صلیب پر کھینچا گیا، مرگیا، دفن ہوا، تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا، اور آسمان پر چڑھ گیا.....“

ذیل میں بھی کچھ ایسے ثبوت دے رہے ہیں جن سے صلیب پر مسیح کی منجیاز موت لازمی بن جاتی ہے۔

۱۔ ضرورت نجات

”اس میں تو شک نہیں ہے کہ خلاص و نجات کی حاجت ہر انسان کو ہے کیونکہ گناہ کی سیادت و آغالیٰ جنس بشری پر ثابت ہے۔“ کیونکہ سب نے گناہ کیا ہے اور اور اللہ کے جلال سے محروم ہیں۔“

(رؤیوں ۲: ۲۳)

یسایہ نبی نے بھی کہا:

”ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھیرا، پر خداوند نے ہم سب کی بد کرداری اس پر لادی۔“ (یسع ۵۳: ۶)

یوحنا فرماتے ہیں:

”اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں... اگر کہیں کہ ہم نے گناہ نہیں کیا تو اس سے جھوٹا ٹھہرتے ہیں اور اس کا کلمہ ہم میں نہیں۔“ (۱ یوحنا ۱: ۸-۱۰)

اس میں بھی سب کا یقین ہے کہ ہر انسان میں اس بات کا طبعی اور بدیہی شعور ہے کہ صرف توبہ سے پچھلے گناہ ختم نہیں ہوتے بلکہ اسکے لئے ایک بہت زیادہ پُر اثر ذریعہ معافی کے لئے ہونا چاہیے، اسی وسیلہ کو اللہ کفارہ کہا جاتا ہے۔ ورنہ آپ سب بتائیں کہ ہم کس طرح ان قربانیوں کو

توجیہ کر سکتے ہیں جو قدیم زمانہ سے متواتر چلی آرہی ہے اور اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ کوئی بھی دنیا کا مذہب اس سے خالی نہیں ہے کیا یہ اس لئے نہیں ہے کہ یہ خیال گناہ گار کے دل میں اس احساس و حاجت کو سیری دیتا ہے کہ اسکے گناہوں کے لئے کفارہ ضروری ہے!

۲۔ برہان عقلی

عقل بھی کہتی ہے اور سب ہی یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قدوس ہے اور انسان حاطی و گناہگار ہے اور گناہ اسکے علاوہ اور کیا ہے کہ اللہ کے نام کی بے عزتی ہے اور خود انسان کی تباہی و رُسوائی ہے جسے اللہ نے اپنی صورت و شبیہہ پر خلق کیا تھا اور وہی انسان اب اللہ کے قہر و عدل انصاف کے تحت آجاتا ہے۔ جس سے چھٹکارا مشکل ہے۔ ہاں چھٹکارا بھی ایس وقت ہو سکتا ہے جب مجرم پر سے حکم عدل کو اٹھایا جائے۔

چنانچہ توبہ بھی اسکے علاوہ کیا ہے کہ انسان کو اللہ کی عبادت کے دائرہ میں واپس لے آئے اسکے علاوہ توبہ اور کچھ نہیں کر سکتی اور برات مطلوبہ کا دنیا اسکے بس کی بات نہیں۔ کفارہ اسکے ہاتھ میں نہیں کہ گناہ سابق سے پھڑادے۔ غفلت جلال و قدسیت و عدل خدا پر انہیں ہوتا صرف توبہ کر لینے سے بلکہ کفارہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

۳۔ کفارہ اقتضا شریعت کے موافق ہے۔

اہل شریعت یہی ہے کہ: ”گناہ کی سزا موت ہے“ اور وہ مجرم و مرتکب سے قصاص کی طالب ہوتی ہے اور اپنے حق اور حکم سے پیچھے نہیں ہٹتی اور وہ قانون و شریعت جو کسی کو بدلہ اور قصاص کے وقت چھوڑ دے وہ صحیح شریعت نہیں ہے۔ شریعت کی حیثیت ایک قاضی و حاکم کی ہے اور قاضی و جج کے لئے مجرم و گناہگار سے قصاص و بدلہ سے پیچھے ہٹنا زیبا نہیں

دیتا ورنہ اس پر مہنی اڑانی جائے گی کہ عدل الہی کا رکھو الا ہو کہ اس کی حفاظت نہ کر سکا۔
مختصر یہ کہ شریعت الہیہ بھی حاملی سے قصاص و سزا کی طالب ہوتی ہے یا وہ کہو کہ اس کے گناہ کا کفارہ چاہتی ہے۔ اب اس موقع پر ہماری زبان کثرت احساس تشکر کی وجہ سے گنگ ہو جاتی ہے۔ مسیح نے انسان کی ایسے موقع پر مدد کی اور اس کفارہ کے لئے پیش کش کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر وہ شخص جو مسیح کو مٹتی کی حیثیت سے قبول کر لیتا ہے۔ اس کے نام میں غفران خطایا حاصل کرتا ہے انسان کی کہا یہی خوش بختی ہے کہ مسیح کی طرف سے پیش کردہ کفارہ ایسا جامع کفارہ ہے کہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ مسیح نے اس کے لئے موت قبول نہیں کی۔ یسعیہ نبی نے کیا خوب کہا تھا:

”اس نے بہتوں کے گناہ اٹھائے اور خطا کاروں کی شفاعت

کی“ (۱۲: ۵۲)

پولوس نے بھی کہا:

”اور باوجود بیٹا ہونے کے اس نے دکھ اٹھا اٹھا
کر فرمانبرداری سیکھی اور کامل بنلانے فرماں برداروں کے

لئے ابدی نجات کا باعث ہوا“ (عبرانیوں: ۵: ۱۸)

۴۔ کفارہ، انسان کی اخلاقی ضرورت کے بھی موافق ہے۔

یہ تو سب ہی کو معلوم ہے کہ ہر انسان میں اخلاقی طبیعت کھتی گئی ہے اور ضمیر بھی ہے جو عدل اعلیٰ اور قدامت کو بنظر حسین دیکھتی ہیں۔ اگر وہ اپنے گناہ سے مطمئن نہیں ہے اور اسے کوئی کفارہ بھی نہیں مل رہا ہے تو وہ اپنی رُوح میں مضطرب اور اپنے اخلاقی شعور میں پریشان ہوتا رہتا ہے۔ یہ بھی امر مسلم ہے کہ انسان اپنے ہو و سقوط کے اور اپنے گناہ میں ملوث ہوتے رہنے کے باوجود بھی ایک ضمیر رکھتا ہے اور یہ ضمیر ملوث نہیں ہے یہ وہ اخلاقی قوت ہے جو صبح و غلط کی اسے تیز کراتی

رہتی ہے اور فیصلہ کرتی رہتی ہے کہ کیا ثواب کا باعث ہے اور کیا عقاب کا باعث ہے۔
یہاں یہ کہنا بھی صحیح ہو گا کہ یہ قوت وہ ہے جو اللہ کی آواز کی صدا سے باگشت ہے جس کو اللہ نے اس مناسب طریقہ پر متعین کر رکھا ہے کہ جو کچھ وہ سینا پر احکام الہی دے گئے تھے انہیں قبول کرتی ہے لیکن اس بڑی اہمیت کی حامل ہونیکے باوجود جو بھی انسان کو فیصلہ عدل سے بچا نہیں سکتی۔ وہ انسان کے میلان گناہ پر اثر تو ڈال سکتی ہے لیکن اسے وہ بے خطا سمجھ کر بری نہیں کر سکتی کیونکہ اس کا کام فقط یہ ہے کہ شریعت کو حُسن جانے لیکن شریعت بھی بری نہیں کر سکتی۔ ہاں جیسا کہ پولوس نے کہا۔ شریعت مسیح تک پہنچا ضرور سکتی ہے۔ چنانچہ آواز ضمیر یا یوں کہو کہ احساس گناہ ہمارے واسطے ایک درمیانی کو مدد کے لئے پکارتا ہے جو ہمارے گناہ کی تکفیر کے کام آسکے۔ پھر بھی ان ساری سچائیوں کے بعد بھی لوگ ضمیر کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ذاتی راستبازی اور اعمال پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہ اعمال حسنہ اللہ کی رحمت کے مقابل ہیں۔ اسلئے تم یہی دیکھو گے کہ ضمیر کے حکم سزا سے چشم پوشی کرتے اور اللہ کی رحمت کی پناہ میں آتے ہیں۔

کفارہ کے لئے انتظام الہی

اگر کفارہ لازم نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اس کا انتظام نہ فرماتا۔ مسیح نے بھی فرمایا:

”ابن آدم اسلئے نہیں آیا کہ خدمت کو لے بلکہ اپنی جان کو

بہتیروں کے بدلے قدیر میں دے“ (متی: ۲۰: ۲۸)۔

کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا

بخندیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی

زندگی پائے“ (یوحنا: ۳: ۱۱)

پولوس نے لکھا: ”لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت

سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو

مول (فدیہ) لیکر چھڑے اور نہ کولے ہلاک ہو گیا درجہ طے۔ (گلت ۴: ۴۷)

یہ صاحبِ مجد آیتِ ظاہر کرتی ہے کہ اللہ نے انسان سے محبت کی، اسی محبت جو رحمتوں سے بھر پور ہے اور جو مسیح میں تجسم ہو جاتی ہے اور جس محبت کو مسیح نے فدیہ کے ذریعہ ظاہر کیا اور صلیب پر تکمیل تک پہنچا دیا تاکہ سب ہی لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ صرف قُدوس و عادل ہی نہیں بلکہ مُحبّت بھی ہے؛ بیشک فدیہ گنہگار کے باطنی ضمیر کو اس محبت کی وجہ سے جھنجھوڑ دیتا ہے اور یہ محبت وہ گناہگار اور وصل ہے جو اسے صلیب سے باندھ دیتی ہے کہ جس کے بغیر اللہ یہ دکھا نہیں سکتا تھا کہ وہ محبت بھی ہے۔ اسلئے مسیح نے فرمایا کہ اگر میں زمین سے اٹھایا جاؤں تو سب کو اپنی طرف کھینچ لوں گا؛

اے عزیزِ قاری!

ہم ایسے دور میں رہتے ہیں جبکہ ہر طرف سے یہی صدّ المتی ہے کہ دیکھو یہ نیا نظام ہے اس پر عمل کرو یہ ایک نئی اخوت ہے اسے اپنا و تمہارا پناہ دست تعاون انکی طرف کر دیتے ہیں لیکن ان کی ندا و اعلان بلا صلیب مسیح بیکار ہے کیونکہ سارے نئے نظامِ بلا مسیح کے بیکار ہو رہے ہیں نئی اخوت جھوٹ ثابت ہو رہی ہے اور دستِ تعاون ایسا بن جاتا ہے جو تمہارا سبھالے ہے ہماری پود کی غلطی ویسی ہے جیسی یونانیوں اور یہودیوں کی تھی صلیب کے بارے میں کہ ”ہو تو فی ہے مگر نوری ہے“ اور بے مطلب ہے اور رکاوٹ ہے اور اسی غلط تخیل میں وہ لوگ یہ نعرہ لگانا بھول گئے کہ یہ دیکھو خدا کا برہم جو دنیا کے گناہ اٹھائے جاتا ہے، اور حکمت کی وہ بات بھول گئے کہ صداقت قوم کو سرفراز کی بخشی ہے پر گناہ سے اُمتوں کی رسوائی ہے۔

(امثال ۱۲ : ۲۴)

(ختم شد)

(مکتبہ عبدالاصحیح)

کتاب

”انجیل و قرآن میں صلیب“

کے کچھ معنی حل کیجئے!

عزیز دوست - اس کتاب کے مطالعہ کے بعد احتیاط سے نیچے دیئے ہوئے سوالات کو حل کیجئے۔ اگر آپ کے پسندیدہ جوابات صحیح ہوئے تو ہم آپ کے پاس کتابوں کے سلسلہ میں سے ایک کتاب ”انجیل و قرآن کا موازنہ“ روانہ کر دینگے۔ جب آپ ہماری نو کتابوں کو ختم کر لیں گے تو ہم آپ کے پاس ”انجیل و قرآن کی واقفیت ان کے خاص اختلافات“ کی ایک سند دینگے۔

سوالات :

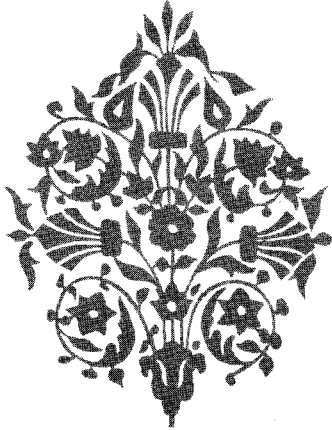
- ۱- مسیح کی موت کے بارے میں مسلم حضرات دو قسم کے تصور رکھتے ہیں۔ آپ کو ان میں سے کون سا زیادہ قرین قیاس نظر آتا ہے؟
- ۲- مسیح کی زمینی زندگی کے آخری ایام کے بارے میں مکمل سچائی کی واقفیت کے لیے قرآن کے علاوہ اور کون سا مآخذ ہے جہاں جستجو کرنے والا رجوع کرتا ہے؟
- ۳- کرختھیوں کو اپنا پہلا خط لکھتے ہوئے ۱۵ اباب کی ایک تا چار آیات میں پوس رسول نے انجیل کا کس طرح اختصار کیا ہے؟
- ۴- جزیرۃ العرب کے مسیحوں میں پھیلی ہوئی بدعتی غلطی کو مختصر طور پر بیان کیجئے؟

- ۱۸- خداوند کی عشار کا باطنی دروٹمانی مقصد کیا ہے ؟
- ۱۹- یہودی تالمود میں مسیح کو صلیب دیے جانے اور مرنے کی واقعہ کی طرف کوئی اشارہ ہے ؟
- ۲۰- آپ کی رائے میں مسیح کو کیوں صلیب دی گئی ؟
- ۲۱- (یوحنا ۳: ۶) والی آیت لکھئے اور اسے زبانی یاد کر لیجئے !

نوٹ

مہربانی کر کے پرچہ کے آخر میں اپنا نام و پتہ صاف صاف لکھنا۔ جو لئے سوالات کے صرف جوابات ہی پرچہ پر لکھئے کچھ اور نہیں اگر لکھنا ہی چاہیں تو الگ کاغذ پر لکھئے۔ ہم جوابات کے منتظر ہیں۔

THE GOOD WAY · P.O. Box 66
CH - 8486 Rikon / Switzerland



- ۵- صلیب سے کتراؤ کا خیال اسلام کو کہاں سے درشتہ میں ملا ؟
- ۶- تشبیہ کے اس نظریہ پر کہ مسیح صرف مصلوب ہوئے لگ رہے تھے، تبصرہ کیجئے۔
- ۷- مسیح کو صلیب دیے جانے کے تشبہ کے نظریہ پر جس کا رازی نے اظہار کیا ہے آپ کی کیا رائے ہے ؟
- ۸- قرآن کی کوئی آیت بتائیے جو مسیح کی موت و وفات بتاتی ہے ؟
- ۹- یہودیوں کے بارے میں قرآن میں کہاں کہاں لکھا ہے جہاں انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ”بیشک ہم نے مسیح کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔“
- ۱۰- مسیح کو صلیب دیے جانے کے بارے میں وہ نبوت (پیشینگوئی) بتائیے جو اس آیت سے مطابقت بھی رکھتی ہو اور انجیل میں اسکے پورا ہونے کا ذکر ہو۔
- ۱۱- کس پیشینگوئی اور اسکے پورا ہونے نے آپ کو زیادہ متاثر کیا ہے ؟
- ۱۲- اپنی صلیبی موت کے بارے میں جو الہام و مکاشفہ مسیح نے پہلے ہی سے کر دیا تھا آپ اس کے بارے میں کس نتیجہ پر پہنچے ہیں ؟
- ۱۳- مسیح کے بارے میں رسولوں کی گواہیوں اور پیغام کا کیا خاص موضوع ہے ؟
- ۱۴- جس وقت مسیح نے اپنی جان صلیب پر دی تو کیا کیا باتیں حقیقت میں واقع ہوئیں ؟
- ۱۵- کیا آپ مردوں کے زندہ ہو جانے کا یقین کرتے ہیں ؟ حضرت مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟
- ۱۶- مسیح کی موت اور ان کے دوبارہ زندہ ہوجانے سے متعلق کوئی تاریخی ثبوت لکھئے۔
- ۱۷- جب مسیحیت وجود میں آئی ہے اس کی کیا خاص تعلیم ہے ؟

پیارے دوستو!

اگر یہ کتاب آپ نے غور سے پڑھ لی ہے تو دلوں میں کچھ سوالات ضرور پیدا ہوئے ہوں گے۔ کتاب مقدس کی روشنی میں ہم ان کے جوابات دینے کے لیے تیار ہیں۔

اگر آپ نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد انجیل شریف پر انعام حاصل کر لیا ہے اور اس سے بھی کہیں زیادہ کلام خداوندی کو پڑھنے کے خواہاں ہیں تو ہم مُبَشِّرِ لُوقَا کی روایت کردہ حقیقی انجیل مسیح آپ کے پاس پڑھنے کے لیے روانہ کرنے کو تیار ہیں۔ یہ انجیل شریف تین زبانوں میں ہے یعنی عربی، اردو اور انگریزی، تینوں زبانوں بالمقابل لکھی ہوئی ہیں تاکہ آپ ان کا موازنہ بھی ساتھ ساتھ کر سکتے جائیں اور وحی الہی کی قوت کے احساس اور دلی اطمینان سے مستفیض ہوتے جائیں۔

ایک مراسلامی نصاب بھی آپ کے لیے تیار کیا گیا ہے جو کتاب مقدس کے عرفان میں آپ کی ہدایت منظم طور پر کرے گا۔ اپنے خیالات و تاثرات سے ہمیں باخبر کیجئے اور اپنے پتے اور درخواست صاف صاف لفظوں میں لکھئے۔ اپنا پتہ یا پتہ کوڈ لکھنا نہ بھولئے، اس طرح ہمیں آپ کی ہی زبان میں زیادہ سے زیادہ کتابیں آپ کو روانہ کرنے میں سہولت ہوگی۔

ہم آپ سے یہ بھی ذکر کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں کہ نہ ہمارے پاس ٹیپ ریکارڈ سے اور نہ اس سلسلہ میں ہم کوئی مالی امداد ہی کر سکتے ہیں۔ ہم تو جہل شہریں اور آپ کی خدمت میں وہی پیش کر سکتے ہیں جو ہم چاہتے ہیں یا ریکارڈ کرتے ہیں اس میں ہم آپ کو ضرور شریک کرنا چاہتے ہیں۔

زندگی کا نور

مبارک ہیں
وہ جو صلح کرا تے ہیں
کیونکہ
وہ خدا کے
بیٹے کہلائیں گے

متی ۵ : ۹